محمد عامر

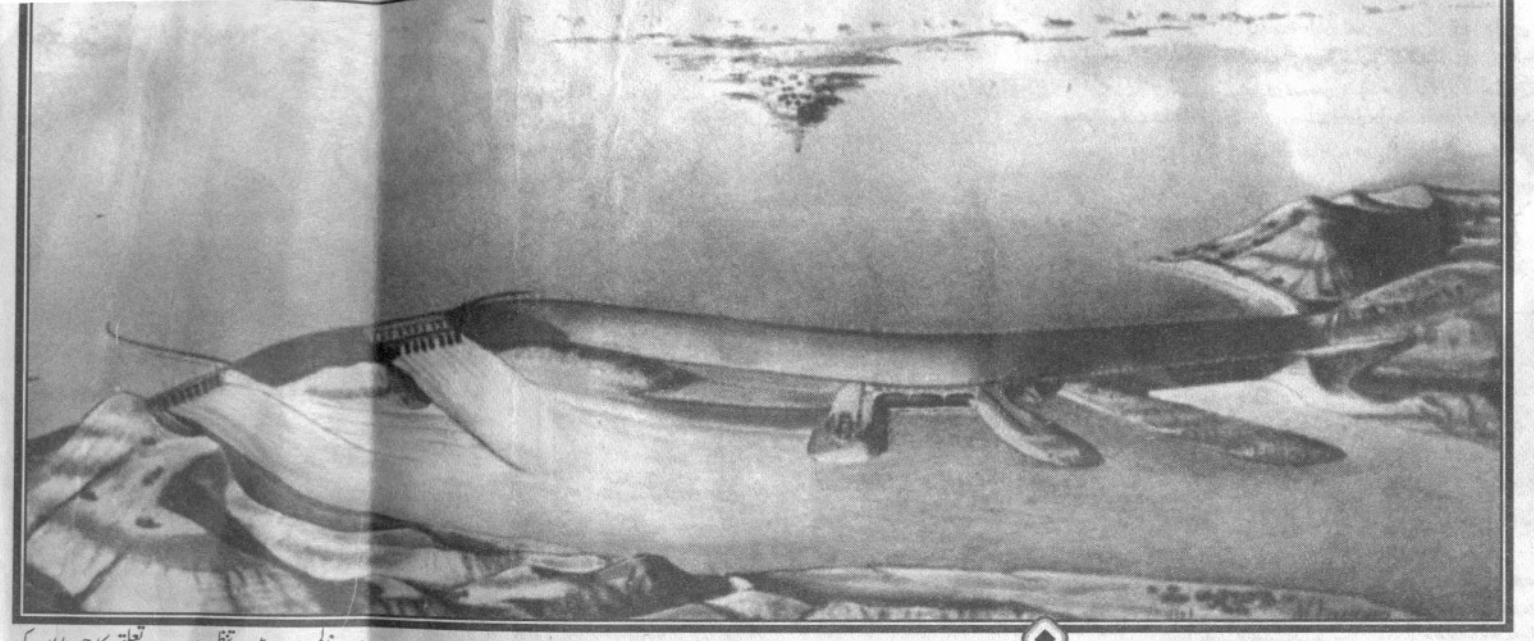

# کالاباغ ڈیم کو جنرل فضل حق (مرحوم) نے متنازعہ بنایا

## کیا انہیں بیرونی قوتوں نے استعمال کیا؟ ایک اہم پہلو سے پردہ اٹھاتی رپورٹ

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ پاکستان میں پانی کا بحران شدید سے شدید تر ہوتا جارہا ہے اور بعض ماہرین کے مطابق اگر کالاباغ کی تعمیر 1988ء سے شروع ہوتی تو وہ مکمل ہو چکا ہوتا اور ہم اس بحران کا شکار نہ ہوتے' لیکن بعض اندرونی اور بیرونی قوتیں اس منصوبے کو سبوتاژ کرنے کے درپے رہیں اور کالاباغ ڈیم تعمیر نہ ہوسکا' حالانکہ کالاباغ ڈیم کا منصوبہ قیام پاکستان سے قبل ہی زیر غور تھا اور اس کا پہلی بار ذکر قائداعظم کے نام ایک مکتوب میں ملتا ہے جو ایک مسلمان پیشہ ور ماہر نے پاکستان کے معرض وجود میں آنے سے چند ہفتے قبل جولائی 1947ء میں انہیں بھیجا تھا۔ یہ مراسلہ پروفیسر زوار حسین زیدی کی مرتب کردہ کتاب ''جناح پیپرز'' میں سیریل نمبر65 پر فائل نمبر 71-1122/367 ایف کے ساتھ موجود ہے۔ مراسلہ نگار لکھتا ہے کہ:

''پاکستان کے لیے دریائے سندھ کی وہی حیثیت ہونی چاہیے جو مصر کے لیے دریائے نیل کی ہے'' مراسلہ نگار آگے چل کر لکھتا ہے کہ ''اس وقت صوبہ سندھ کی تمام تر ترقی کا دارومدار سکھر بیراج پر ہے اور وادیٔ سندھ کے وسطی حصے کے صحرائی علاقوں کو بار آور اور زرخیز زمین میں تبدیل کرنے کے لیے مزید بیراجوں کی ضرورت ہوگی۔''

آگے چل کر مراسلہ نگار سکھر بیراج ہی کے سائز کا ایک بیراج کالاباغ کے مقام پر تجویز کرتا ہے' وہ دریائے سندھ کے پانی کو مختلف جگہوں پر روک کر اسے آب پاشی اور پن بجلی پیدا کرنے کے لیے استعمال کی ضرورت پر زور دیتا ہے تاکہ ملک میں بنجر زمینیں آباد ہوں اور سستی بجلی بھی دستیاب ہو' جس سے صنعتی ترقی کی حوصلہ افزائی ہو۔

کالاباغ ڈیم کے منصوبے پر کام کا آغاز 1953ء میں ہوا اور تفصیلی سروے کے بعد اس ڈیم کے لیے موزوں ترین مقام کا تعین ہوا۔ 1953ء سے 1964-65ء تک کے عرصے میں کئی مصروف بین الاقوامی فرموں (جن میں چٹن اینڈ ہل' ہارزا اور ارکان اسمبلی کی تھی۔

کالاباغ ڈیم کنسلٹنٹس نے دسمبر 1984ء میں اپنا کام تقریباً مکمل کرلیا۔ 1953ء سے 1984ء تک کے اس سارے عرصے میں صوبہ سندھ یا صوبہ سرحد کی طرف سے کالاباغ ڈیم کے خلاف کبھی کوئی آواز نہیں اٹھی۔ 1984ء میں سب سے پہلے سرحد کے گورنر جنرل (ر) فضل حق نے جنہیں فوج سے ریٹائر ہونے کے بعد سیاسی میدان میں طبع آزمائی کا بڑا شوق تھا' کالاباغ ڈیم کو ایک سیاسی ایشو اور سٹنٹ کے طور پر استعمال کیا اور یہ کہہ کر کہ اس سے نوشہرہ شہر ڈوب جائے گا' اس کی مخالفت کا اعلان کردیا۔ اس کے بعد باعث سیاست میں نئی زندگی کے لیے کسی نئے شوشے کی تلاش میں تھی۔ اس دوران 1985ء کے انتخابات کے بعد محمد خان جونیجو وزیراعظم بن چکے تھے۔ انہوں نے جنرل فضل حق کو اس منصوبے کی مخالفت سے باز رکھنے کی کوشش کی بلکہ اس سلسلے میں وہ خود فضل حق کے پاس بھی گئے مگر انہیں کامیابی حاصل نہ ہوئی۔

جنرل فضل حق مرحوم نے کالاباغ ڈیم جیسے اہم قومی منصوبے کو کیوں سبوتاژ کیا' کیا جنرل ضیاء الحق کالاباغ ڈیم بنانے کے لیے تیار نہیں تھے اور ان کے اشارے پر جنرل فضل حق نے یہ سٹنٹ کھڑا کیا؟ کیا

اور عالمی زیرزمین تنظیموں سے تعلق کا چرچا ان کی زندگی میں رہا ہے۔ کیا وہ کسی اور کے مفادات کا تحفظ کررہے تھے؟ یہ وہ سوال ہیں جو بحث کے متقاضی ہیں اور بعض ذرائع اور حلقوں کے مطابق کالاباغ ڈیم کو متنازعہ بنانے کے منصوبے کا ریکارڈ بعض خفیہ ایجنسیوں کے پاس موجود ہے' اگر ایسا ہے تو انہیں منظر عام پر لایا جائے۔

بہرحال اس حقیقت سے انکار نہیں ہوسکتا کہ سندھ سے تعلق رکھنے والے دونوں وزرائے اعظم یعنی ذوالفقار علی بھٹو اور محمد خان جونیجو کالاباغ ڈیم کی تعمیر کے زبردست حامی تھے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ذوالفقار علی بھٹو سندھ کے مفادات کے دشمن تھے؟ کیا محمد خان جونیجو سندھ کے مخالف تھے؟ کیا ان قائدین اور ان کے ساتھیوں کو سندھ کے مفادات کی پروانہ تھی؟ کیا کسی کو اس میں کوئی شک ہے کہ اگر کالاباغ ڈیم سندھ کے لیے نقصان دہ ہوتا تو ذوالفقار علی بھٹو اور محمد خان جونیجو کبھی اس منصوبے کے حامی نہ ہوتے۔

محمد خان جونیجو کے دور میں

## جونیجو، فضل حق کو منانے ان کے پاس گئے، لیکن وہ نہ مانے

## 1953ء سے 1984ء تک کسی نے ڈیم کے خلاف آواز نہیں اٹھائی

## بھٹو اور جونیجو کالاباغ ڈیم کے زبردست حامی تھے

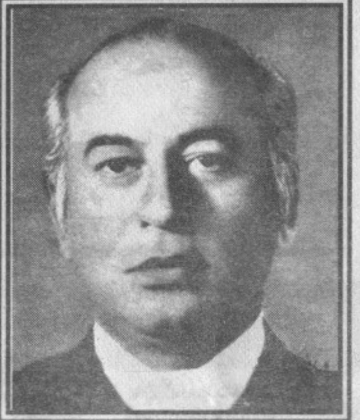

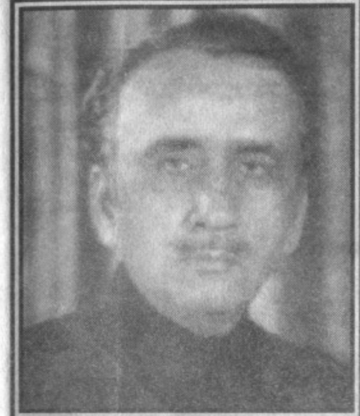

## ڈیم کو متنازعہ بنانے کے منصوبے کا ریکارڈ خفیہ ایجنسیوں کے پاس ہے؟

## ورلڈ بینک نے تربیلا سے بھی پہلے کالاباغ ڈیم تعمیر کرنے کی سفارش کی تھی

چارلس ٹی مین شامل تھیں) نے تفصیلی جائزے اور جانچ پڑتال کے بعد اس منصوبے کو ہر لحاظ سے قابل عمل اور مفید قرار دیا۔ یہاں اس امر کی نشان دہی ضروری ہے کہ ورلڈ بینک نے تربیلا ڈیم سے پہلے کالاباغ ڈیم کی تعمیر کی وکالت کی تھی، مگر حکومت پاکستان نے پہلے تربیلا ڈیم بنانے پر اصرار کیا۔ 1974ء میں ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں تربیلا ڈیم کی تکمیل کے بعد جب کالاباغ ڈیم کی تعمیر پر کام شروع کرنے کا فیصلہ کیا گیا تو حکومت پاکستان کی منظوری سے یہاں "کالاباغ کنسلٹنٹس" کے نام سے ایک بین الاقوامی انجینئرنگ فرم قائم کی گئی جس میں تین غیر ملکی فرمیں اور نیشنل انجینئرنگ سروسز پاکستان لمیٹڈ (نیسپاک) سمیت دو پاکستانی کمپنیاں شامل تھیں۔ 1975ء میں وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو نے وفاقی کابینہ سے بھی کالاباغ ڈیم کی منظوری لی۔ کالاباغ ڈیم کی منظوری دینے والی کابینہ میں ممتاز علی بھٹو اور عبدالحفیظ پیرزادہ بھی شامل تھے۔ ذوالفقار علی بھٹو کی صدارت میں ہونے والے اس فیصلے پر نہ تو ان وزراء کو کوئی اعتراض تھا اور نہ ہی اس وقت کے سندھ کے وزیراعلیٰ غلام مصطفیٰ جتوئی کو اس منصوبے سے کوئی اختلاف تھا۔ بات بالکل واضح ہے کہ ذوالفقار علی بھٹو اور ان کے ساتھی اس منصوبے کو کسی بھی طرح سندھ کے لیے نقصان دہ نہیں سمجھتے تھے۔ اگر وہ کالاباغ ڈیم کو سندھ کے لیے نقصان دہ سمجھتے تو وہ اس منصوبے کو بآسانی ختم کر سکتے تھے، مگر نہ تو انہوں نے ایسا سمجھا اور نہ ہی اس وقت سندھ سے تعلق رکھنے والے کسی بھی ایم این اے یا ایم پی اے نے اس منصوبے کی مخالفت کی۔ بالکل یہی پوزیشن صوبہ سرحد سے تعلق رکھنے والے وفاقی اور صوبائی وزراء

اے این پی کی قیادت نے بھی یہ مسئلہ اٹھایا کیونکہ وہ خود بھی سوویت یونین کی افغانستان میں ہزیمت کے

جنرل فضل حق کو بیرونی قوتوں نے استعمال کیا کہ کالاباغ ڈیم کی تعمیر سے ترقی و خوشحالی کا جو دور شروع

ہونے والا تھا، اس کے ثمرات سے پاکستان کو محروم کر دیا جائے؟ جنرل فضل حق کے منشیات کے سمگلرز

محمد خان جونیجو کے دور میں اس ڈیم پر کیے گئے اعتراضات کو مدنظر رکھتے ہوئے اور معترضین کی مزید تسلی کے لیے منصوبے کے ڈیزائن میں ضروری ردوبدل کا فیصلہ کیا گیا اور اس جھیل کی بلندی بھی 10 فٹ کم کر کے 925 فٹ سے 915 فٹ کر دی گئی۔ اس ترمیم شدہ منصوبے پر کالاباغ کنسلٹنٹس نے اپنا حتمی کام 1985ء میں مکمل کر لیا۔ بینظیر اور نواز شریف کے ادوار میں بھی کالاباغ ڈیم کا مسئلہ چلتا رہا۔ پاکستان کے ایٹمی دھماکوں کے بعد میاں نواز شریف نے اپنے خطاب میں کالاباغ ڈیم کی تعمیر کا اعلان کیا اور قومی اتفاق رائے کی مہم شروع کی۔ اس کے بعد چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف کے ایما پر واپڈا کے چیئرمین جنرل ذوالفقار علی نے بھی تمام صوبوں کا اتفاق رائے حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن یہ کاوشیں بارآور ثابت نہ ہو سکیں کیونکہ کالاباغ ڈیم کو اس قدر پیچیدہ سیاسی ایشو بنا دیا گیا ہے کہ اس پر اتفاق رائے مشکل نظر آتا ہے۔ جب چیئرمین واپڈا اتفاق رائے حاصل کرنے کی اپنی کوششوں میں ناکام ہوئے تو کالاباغ ڈیم کے منصوبے کو ٹھپ کر دینے کا بھی اعلان ہوا، لیکن موجودہ قحط سالی کے خطرے کے باعث اس کی اہمیت دوبارہ دوچند ہوتی جا رہی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ عوامل جن کے باعث کالاباغ ڈیم کے منصوبے کو متنازعہ بنایا گیا، وہ منظر عام پر لائی جائیں اور اس ناپاک منصوبے میں جو بھی بیرونی قوتیں اور پاکستان میں ان کے ایجنٹ شامل رہے ہیں۔ ان کو بے نقاب کیا جائے اور اس امر کی انکوائری کے لیے باقاعدہ کمیشن بنایا جائے۔

☆☆☆